# ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:12 مئی 1954

## کشن لال ودیگر

## بنام

## بھنورلال۔

[مہرچند مہاجن چیف جسٹس، مکھرجی، ویوین بوس، بھگوتی اور وینکٹاراماائر جسٹس صاحبان]

بھارتیہ کنٹریکٹ ایکٹ (IX، سال 1872)، دفعہ 222

-ایجنسی کا معاہدہ

-پرنسپل کے خلاف ایجنٹ کا معاوضے کا حق

-آیا سونے کی خریداری اور فروخت کے آگے کے معاہدوں پر پابندی لگانے والے نوٹیفکیشن سے متاثر ہے۔

مدعاعلیہ نے پرنسپل کے طور پر اندور میں اپیل کنندہ کی فرم کے بذریعے سونے کی خریداری اور فروخت کے لیے کئی پیشگی معاہدے کیے جو مدعاعلیہ کے لیے کمیشن ایجنٹوں کے طور پر کام کرتے تھے۔ لین دین کے نتیجے میں نقصان ہوا اور اپیل کنندگان جنہیں مدعاعلیہ کی جانب سے تیسرے فریق کو نقصان کی رقم ادا کرنی پڑی کیونکہ ایجنٹ رقم کی وصولی کے لیے جودھ پور عدالت میں مقدمہ لائے جہاں مدعاعلیہ رہتا تھا۔ مدعاعلیہ کی طرف سے استدعا کی گئی کہ 3 جون 1943 کے مارواڑ حکومت کے نوٹیفکیشن میں موجود قانون کے مطابق، سونے میں تمام آنے والے کاروباری معاہدے جن میں روانگی کے لیے مقرر کردہ تاریخ 12 دن سے زیادہ تھی، غیر قانونی تھے اور اس لیے ان لین دین کی بنیاد پر مقدمہ قابل قبول نہیں تھا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

**حکم ہوا کہ**، یہ مقدمہ واقعی سونے کی خریداری یا فروخت سے متعلق کسی معاہدے کو نافذ کرنے کے لیے نہیں تھا جو نوٹیفکیشن کی ممانعت کے تحت آتا ہے بلکہ ایک ایجنٹ کی طرف سے تھا جو پرنسپل کے خلاف معاوضے کا دعوی کرتا تھا جو ایجنٹ کو پرنسپل کی ہدایات پر عمل کرنے میں ہوا تھا۔اس طرح کے معاوضے کے حق کی بنیاد بھارتیہ کنٹریکٹ ایکٹ کی دفعہ 222 میں موجود قانونی توضیعات پر رکھی گئی تھی اور مدعا علیہ کی جانب سے مدعی کی طرف سے کی گئی ادائیگی کی کارروائیاں قانونی کارروائیاں تھیں کیونکہ تمام لین دین ہوتے تھے اور ادائیگیاں مارواڑ سے باہر کی جاتی تھیں اور اس لیے مقدمہ نوٹیفکیشن سے متاثر نہیں ہوا تھا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 88، سال 1953۔

11 ستمبر 1951 کے فیصلے اور حکم سے آئین ہند کے آرٹیکل 132 (1) کے تحت اپیل، ڈویژن بنچ دیوانی اپیل (اجلاسِ خاص) نمبر 6، سال 1950 میں جودھ پور میں ریاست راجستھان کی با اختیارِ عدالتِ عالیہ کی۔

اپیل گزاروں کی طرف سے ایچ جے امریگر، نارائن اینڈلے اور راجندر نارائن۔

جواب دہندہ کی طرف سے رادھے لال اگروال اور بی پی مہیشوری۔

12.1954 مئی۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس مکھرجی نے سنایا۔

یہ اپیل مدعیوں کی جانب سے ہے اور ہمارے سامنے آئین کے آرٹیکل 132 (1) کے تحت راجستھان عدالت عالیہ کی طرف سے دیے گئے سرٹیفکیٹ پر اس بنیاد پر آئی ہے کہ اس معاملے میں آئین کی تشریح کے حوالے سے قانون کا کافی سوال شامل ہے۔اپیل گزار نے ایک درخواست بھی دائر کی ہے جس میں مقدمے کی خوبیوں پر دیگر بنیادوں پر زور دینے کے لیے اجازت کی درخواست کی گئی ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

یہ مقدمہ، جس میں سے یہ اپیل اٹھتی ہے، اپیل گزاروں نے بطور مدعی، 16 اگست 1946 کو راجستھان کے جودھ پور میں ضلع عدالت I میں مدعاعلیہ جواب دہندہ کے خلاف لایا تھا، جس میں مؤخر الذکر سے سود اور اخراجات کے ساتھ 10,342 روپے کی رقم وصول کرنے کا دعوی کیا گیا تھا۔ مدعی، ہر مادی وقت پر، اندور اور جودھ پور دونوں میں کمیشن ایجنٹوں کا کاروبار بالترتیب "کنمل کشنمل" اور "کنمل سور جمل" کے نام اور انداز کے تحت کرتے تھے اور ان کا معاملہ یہ ہے کہ ستمبر اور دسمبر 1945 کے درمیان، مدعاعلیہ نے اندور میں مدعی کی فرم کے بذریعے سونے کی خریداری اور فروخت کے لیے کئی پیشگی معاہدے کیے۔ یہ لین دین مدعاعلیہ کے لیے غیر منافع بخش ثابت ہوئے اور 103 سال کے ایک چھوٹے سے منافع کے علاوہ جو ان لین دین میں سے کسی ایک نے حاصل کیا، باقی میں سے ہر ایک نقصان میں ختم ہوا اور نقصان مجموعی طور پر 6-1-21,423 روپے کی رقم میں ہو گیا۔ شکایت میں یہ دعوی کیا گیا ہے کہ یہ پوری رقم مدعاعلیہ کی جانب سے مدعیوں نے اندور میں تیسرے فریق کو ادا کی تھی اور مدعیوں کو مجموعی طور پر 0-8-11,457 روپے موصول ہوئے، جو مدعاعلیہ نے وقتاً فوقتاً ان نقصانات کی مد میں جودھ پور میں مدعی کی فرم کو ادا کیے۔ اس لیے مدعی 9,861 روپے کے بقایا کے حقدار تھے جو سود کے ساتھ مل کر 10,342 روپے تک پہنچ گئے اور یہ شکایت میں کیا گیا دعوی تھا۔

یہ مقدمہ ضلعی عدالت سے جودھ پور میں عدالت عالیہ کے اصل حصے میں منتقل کر دیا گیا اور مدعاعلیہ نے 27 اکتوبر 1947 کو عدالت عالیہ میں اپنا تحریری بیان دائر کیا۔ دفاع مدعی کے دعوے کی مکمل تردید تھی اور یہ دلیل دی گئی تھی کہ مقدمے میں لین دین جوئے کے معاہدوں کے مترادف ہے اور مارواڑ میں رائج قانون کے مطابق، جیسا کہ مارواڑ حکومت کے 3 جون 1943 کے نوٹیفکیشن میں موجود ہے، سونے کے تمام آگے آنے والے کاروباری معاہدے، جن میں ترسیل کے لیے مقرر کردہ تاریخ 12 دن سے تجاوز کر گئی تھی، غیر قانونی تھے اور مجرمانہ جرائم کے طور پر قابل سزا تھے۔ اس لیے ان لین دین کی بنیاد پر کوئی مقدمہ قابل سماعت نہیں تھا۔

ان استدعاوں پر متعدد مسائل اٹھائے گئے جن میں سے مسئلہ نمبر 5 اس طرح تھا:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"کیا مقدمے میں متنازعہ لین دین غیر قانونی ہیں اور ان لین دین کے سلسلے میں موجودہ مقدمہ 3 جون 1943 کے نوٹیفکیشن کی وجہ سے برقرار نہیں ہے؟"

یہ مقدمہ اصل جانب بیٹھے جودھ پور عدالت عالیہ کے واحد جج کے سامنے سماعت کے لیے پیش کیا گیا۔ فریقین کی طرف سے کوئی شہادت پیش نہیں کی گئی اور کیس کی سماعت صرف تنقیح نمبر 5 پر ہوئی جسے قانون کے خالص سوال پر ایک مسئلہ سمجھا گیا۔ فاضل جج نے حکم دیا کہ جیسا کہ مدعیوں کی طرف سے یہ تسلیم کردہ تھا کہ جن معاہدوں سے متعلق مقدمہ 12 دن سے زیادہ کی مدت کا احاطہ کرتا ہے، وہ مذکورہ نوٹیفکیشن کی ممانعت کے اندر آتے ہیں اور ان پر مبنی مقدمہ قانون میں قابل قبول نہیں ہے۔ فیصلے سے پتہ چلتا ہے کہ مدعیوں کی جانب سے یہ دلیل اٹھائی گئی تھی کہ نوٹیفکیشن صرف مارواڑ میں کیے گئے معاہدوں تک محدود تھا یا اس جگہ پر انجام دینے کا ارادہ تھا، اور چونکہ مقدمے کے تمام معاہدے اندور میں کیے گئے تھے، اس لیے انہیں نوٹیفکیشن سے متاثر نہیں کیا جا سکا۔ اس دلیل کو فاضل ٹرائل جج نے دوہری بنیاد پر مسترد کر دیا۔ سب سے پہلے یہ کہا گیا کہ چونکہ مقدمہ دراصل جودھ پور عدالت میں لایا گیا تھا، اس لیے مدعی نوٹیفکیشن کا سامنا کرنے سے بچ نہیں سکے اور جودھ پور عدالت اپنے ہی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انہیں راحت نہیں دے سکی۔ تفویض کی گئی دوسری وجہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ 13 پر مبنی تھی اور یہ کہا گیا تھا کہ اگر مدعی اندور عدالت میں ان لین دین کی بنیاد پر ڈگری حاصل کر سکتے ہیں اور کر سکتے ہیں اور اسے جودھ پور عدالت میں غیر ملکی فیصلے کے طور پر نافذ کرنا چاہتے ہیں، تو مؤخر الذکر مارواڑ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ 13 کے تحت اس طرح کے فیصلے کو نافذ کرنے سے انکار کرنے میں جائز ہو گا، اس بنیاد پر کہ ایسا فیصلہ مارواڑ میں نافذ قانون کی خلاف ورزی پر مبنی تھا۔ اس نظریے میں فاضل جج 2 مارچ 1948 کے اپنے فیصلے کے ذریعے مدعی کا مقدمہ خارج کر دیا۔

اس کے بعد مدعیوں نے اس فیصلے کے خلاف جودھ پور عدالت عالیہ کی اپیل بنچ میں اپیل کی اور اپیل کی سماعت چیف جسٹس نوال کشور اور جسٹس کنور امر سنگھ پر مشتمل ڈویژن بنچ نے کی۔ فاضل ججوں نے مدعیوں کی طرف سے اٹھائے گئے قانونی موقف کو قبول کیا، کہ معاہدے صرف اس صورت میں کالعدم ہو سکتے ہیں جب وہ مارواڑ میں درج کیے گئے ہوں یا مکمل یا جزوی طور پر مارواڑ میں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

انجام دینے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ مانا جاتا ہے کہ انہیں مارواڑ کے باہر اندور میں داخل کیا گیا تھا، لیکن فاضل ججوں نے مؤقف اختیار کیا کہ اس حقیقت سے کہ مدعاعلیہ کی طرف سے کچھ ادائیگیاں کی گئ اور مارواڑ میں ان معاہدوں کے لیے مدعیوں کے ذریعے قبول کی گئ، یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ معاہدوں کی ایک مدت تھی جو وہ مارواڑ میں انجام دی جائیں گی۔ مدعیوں کی جانب سے ایک اور نکتہ اٹھایا گیا کہ چونکہ 3 جون 1943 کا نوٹیفکیشن خود ہی 30 ستمبر 1946 کو وقت کے بہاؤ سے ختم ہو گیا تھا، اس کے بعد مدعی کے ڈگری حاصل کرنے کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی، اس لیے ججوں نے اس بنیاد پر انکار کر دیا کہ چونکہ معاہدے خود غیر قانونی تھے، اس وقت جب وہ داخل ہوئے تھے، نوٹیفکیشن کی توضیعات کی خلاف ورزی کی وجہ سے، یہ حقیقت کہ بعد میں نوٹیفکیشن کا عمل بند ہونا غیر قانونی معاہدوں کو جائز نہیں بنا سکتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ 24 ستمبر 1948 کے اپنے فیصلے کے ذریعے عدالت عالیہ کے اپیلٹ بنچ نے اپیل کو مسترد کر دیا۔

اس کے بعد مدعیوں نے عدالت کی اجازت سے اس فیصلے کے خلاف ریاست جودھ پور کے اجلاس خاص میں اپیل کی جو اس وقت موجود تھا۔ جب کہ مدعیوں کی اپیل ریاست جودھ پور کے اجلاسِ خاص کے سامنے زیر التوا تھی، راجستھان کی مختلف ریاستوں کا انضمام ہوا اور 7 اپریل 1949 کو ریاستہائے متحدہ راجستھان تشکیل دی گئی۔ راجستھان عدالت عالیہ آرڈیننس 21 جون 1949 کو راجستھان کے راج پر موکھ نے جاری کیا تھا، اور اس کے بعد 29 اگست کو راجستھان عدالت عالیہ تشکیل دی گئی۔ ایک اور آرڈیننس جسے 'راجستھان اپیلز اینڈ پٹیشنز (منقطع) آرڈیننس 1949' کے نام سے جانا جاتا ہے، دفعہ 4 کے ذریعے فراہم کیا گیا ہے کہ معاہدہ کرنے والی ریاستوں میں سے کسی کے اجلاس خاص کے سامنے زیر التواء اپیلیں اگر وہ عدالتی معاملات سے متعلق ہیں تو ان کی سماعت راج پر مکھ کے ذریعے تشکیل دی جانے والی خصوصی عدالت ذریعے کی جانی تھی۔ اس دفعہ میں 24 جنوری 1950 کے ایک ترمیم شدہ آرڈیننس کے ذریعے ترمیم کی گئ تھی، اور ان تمام زیر التواء اپیلوں کو راجستھان عدالت عالیہ آرڈیننس، سال 1949 کے تحت قائم راجستھان عدالت عالیہ کے ذریعے سماعت اور نمٹانے کی ہدایت کی گئ تھی۔ اس شق کے مطابق مدعیوں کی اپیل کو نمٹانے کے لیے راجستھان کی عدالت عالیہ میں منتقل کر دیا گیا۔ ہندوستان کا آئین 26 جنوری 1950 کو نافذ ہوا، اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جب راجستھان عدالت عالیہ کے سامنے اپیل سماعت کے لیے آئی تو ایک ابتدائی نقطہ اٹھایا گیا کہ کیا اپیل کو آئین ہند آرٹیکل 374(4) کے تحت نمٹانے کے لیے عدالت عظمیٰ میں منتقل نہیں کیا جانا چاہیے۔ یہ معاملہ فل بنچ کے ذریعے غور کے لیے بھیجا گیا، اور فل بنچ نے فیصلہ کیا کہ آئین کے آرٹیکل 374(4) کا موجودہ کیس پر کوئی اطلاق نہیں ہے اور اپیل کی سماعت راجستھان کی عدالت عالیہ کو کرنی ہے۔ اس کے بعد اپیل کو راجستھان عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے سامنے سماعت کے لیے قابل گیا اور 11 ستمبر 1951 کے اپنے فیصلے کے ذریعے ججوں نے اپیل کو مسترد کر دیا اور نچلی عدالتوں کے فیصلے کی توثیق کی۔ اس فیصلے کے خلاف مدعیوں کو آئین کے آرٹیکل 132(1) کے تحت اس عدالت میں اپیل دائر کرنے کی اجازت ملی اور اسی طرح معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔

اپیل میں شامل واحد آئینی نقطہ یہ ہے کہ آیا آئین کا آرٹیکل 374(4) موجودہ کیس کے حقائق کی طرف راغب ہے اور کیا اس لیے اپیل کو راجستھان عدالت عالیہ کے ذریعے سماعت اور نمٹانے کے بجائے اس عدالت کو نمٹانے کے لیے منتقل کیا جانا چاہیے تھا۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ ہم نے اپیل گزاروں کی درخواست کو قبول کر لیا ہے اور انہیں اپیل کی حمایت میں مقدمے کی خوبیوں سے متعلق دیگر بنیادوں پر زور دینے کی اجازت دے دی ہے، اس آئینی نکتے کی تعلیمی اہمیت کے سوا کچھ نہیں ہے اور اپیل گزار اس پر زور نہیں دیتے۔ لہذا ہم ان نکات پر غور کرنے کے لیے آگے بڑھیں گے جن پر اپیل گزاروں کے فاضل وکیل نے راجستھان عدالت عالیہ کے فیصلے کی اہلیت پر اس کی خوبیوں پر حملہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

راجستھان عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے یہ نظریہ اختیار کیا، اور ہمیں یہ بالکل ٹھیک لگتا ہے کہ نچلی عدالتوں کے مسئلہ نمبر 5 کو قانون کا خالص سوال اٹھانے کے طور پر نہیں سمجھتیں جہاں حقائق کی تحقیقات کی ضرورت نہیں تھی۔ عدالت عالیہ نے نشاندہی کی ہے کہ مدعاعلیہ نے اپنے تحریری بیان میں معاہدوں کی غیر قانونی حیثیت کی درخواست اٹھاتے ہوئے کہیں بھی یہ الزام نہیں لگایا کہ معاہدے مارواڑ میں کیے گئے تھے یا وہاں انجام دینے کا ارادہ کیا گیا تھا۔ دوسری طرف، مدعیوں نے واضح طور پر کہا کہ معاہدے اندور میں کیے گئے تھے۔ ایک حقیقت جس سے جودھ پور عدالت عالیہ کے اپیل بنچ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ معاہدوں کو جزوی طور پر کم از کم مارواڑ میں انجام دینے کا ارادہ کیا گیا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تھا، وہ یہ تھا کہ لین دین کے نتیجے میں ہونے والی نقصانات کی طرف کچھ ادائیگیاں مدعا علیہ نے مارواڑ میں مدعی کی فرم کو کی تھیں۔ یہ، جیسا کہ راجستھان عدالت عالیہ بتاتی ہے، ضروری نہیں کہ اس نتیجے کی طرف لے جائے کہ یہ فریقین کی طرف سے کیے گئے اصل قرارداد کا حصہ تھا، کہ یہ کارکردگی مارواڑ مارواڑ میں کی جانی تھی۔ ادائیگی، سہولت کے طور پر، اندور فرم کی وضاحتی ہدایات پر کی گئی ہوگی۔ اس بات کی بھی نشاندہی کی جاتی ہے کہ اگر قانون کا عمومی اصول یہ ہے کہ قرض دار کو سہوکار تلاش کرنا ہے، جیسا کہ مدعا علیہ کو کاروبار میں ہونے والے نقصانات کی وجہ سے یہاں قرض دار کے طور پر درجہ دیا گیا ہے، تو یہ اس کا کام تھا کہ وہ اندور میں مدعیوں کی تلاش کرے نہ کہ مدعیوں کا جودھ پور میں اس کی تلاش کرنا۔ یہ مقدمہ جودھ پور میں صرف اس الزام پر لایا گیا تھا کہ مدعا علیہ اس کے دائرہ اختیار میں رہتا ہے۔ شکایت میں اس بات کا کوئی دعوی نہیں تھا کہ کارروائی بنائے نالش کا کوئی حصہ اس کے دائرہ اختیار میں پیدا ہوا۔

ان تمام بنیادوں پر راجستھان عدالت عالیہ کی رائے تھی کہ نچلی عدالتوں کو یا تو حقائق پر ایک مخصوص مسئلہ وضع کرنا چاہیے تھا یا اگر ان کا خیال ہے کہ مسئلہ نمبر 5 حقیقت کے سوال کا احاطہ کرنے کے لیے کافی وسیع ہے، تو انہیں فریقین کو اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے ثبوت پیش کرنے کا موقع دینا چاہیے تھا کہ آیا معاہدوں کو مکمل طور پر یا جزوی طور پر مارواڑ میں انجام دیا جانا تھا۔ فاضل جج خود کیس کو ریمانڈ پر واپس بھیجنے کے لیے مائل تھے، تاکہ اس نکتے پر ثبوت پیش کیے جا سکیں۔ لیکن انہوں نے یہ قدم نہیں اٹھایا کیونکہ انہیں بتایا گیا تھا کہ معاہدے ٹیلیگرام کے ذریعے کیے گئے تھے اور فریقین کے درمیان کسی قسم کی کوئی شرائط طے نہیں کی گئیں، یہ سمجھا جا رہا تھا کہ کاروبار بازار کے رواج اور استعمال کے مطابق کیا جانا تھا۔

فاضل ججوں نے نجی بین الاقوامی قانون کے ایک سوال پر مزید بحث کی، جو بظاہر مدعا علیہ کی جانب سے اٹھایا گیا تھا، کہ اگرچہ معاہدہ مارواڑ سے باہر کیا گیا تھا اور وہاں انجام دینے کا ارادہ نہیں تھا، پھر بھی مارواڑ عدالت کو معاہدے کو نافذ کرنے سے انکار کر دینا چاہیے کیونکہ یہ لیکس فوری کے مطابق غیر قانونی تھا، یعنی اس جگہ کا قانون جہاں مقدمہ لایا گیا تھا۔ مدعا علیہ کی اس دلیل کو قبول نہیں کیا گیا اور یہ قرار دیا گیا کہ اگر معاہدہ اس جگہ کے قانون کے ذریعے نافذ کرنے کے قابل تھا جہاں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اسے بنایا گیا تھا یا جہاں اسے انجام دیا جانا تھا، تو اسے جودھ پور میں اس کی عوامی پالیسی کی مخالفت کی بنیاد پر ناقابل عمل نہیں ٹھہرایا جا سکتا کیونکہ نوٹیفکیشن میں ممانعت اپنی نوعیت میں عام نہیں تھی اور زیر بحث معاہدے کو اخلاقیات یا عوامی پالیسی کے کسی بھی بنیادی نظریات کے خلاف نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم یہ سب کہنے کے بعد، راجستھان عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے اس مختصر نکتے پر مقدمہ خارج کر دیا کہ اگرچہ معاہدوں کے تحت فروخت یا خریداری مارواڑ سے باہر ہوئی ہو گی پھر بھی نوٹیفکیشن نہ صرف فروخت اور خریداری کے معاہدوں کو بلکہ اس طرح کے لین دین سے متعلق ایجنسی کے معاہدے کو بھی متاثر کرتا ہے۔ اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ پکی عدالت کے معاملے میں، بنیادی طور پر منافع کی ادائیگی کی جگہ وہ جگہ ہے جہاں حصہ دار رہتا ہے اور موجودہ معاملے میں مدعیوں نے خود کو پکا ادیتیا ہونے کا الزام لگایا تھا۔ نتیجتاً، ایجنسی کا معاہدہ نوٹیفکیشن سے متاثر ہو گا کیونکہ یہ جودھ پور میں انجام دیا جانا تھا جہاں مدعا علیہ رہتا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ مقدمے کے بارے میں فاضل جج کا نقطہ نظر مناسب رہا ہے یا ان کی طرف سے اپنائی گئی استدلال کو درست کے طور پر قبول کیا جا سکتا ہے۔

3 جون 1943 کے نوٹس تک، ایک اضافی قاعدہ، یعنی قاعدہ نمبر 90(c) کو ڈیفنس آف انڈیا قوائد میں شامل کر دیا گیا جیسا کہ مارواڑ پر لاگو ہوتا ہے۔ قاعدہ 90(c) کے ذیلی قاعدے (2) میں کہا گیا ہے کہ کوئی بھی شخص سونے میں آگے آنے والے کنٹریکٹ یا آپشن میں داخل نہیں ہو گا۔ ذیلی قاعدہ (1) میں "آگے آنے والے کنٹریکٹ" کی تعریف اس طرح کی گئی تھی کہ "مستقبل کی تاریخ میں سونے کی فراہمی کا معاہدہ، ایسی تاریخ معاہدے کی تاریخ سے 12 دن بعد کی ہو"؛ اور "کنٹریکٹ" کی تعریف اس طرح کی گئی تھی کہ "مارواڑ میں سونے کی فروخت یا خریداری سے متعلق مکمل یا جزوی طور پر کیا گیا یا کیا جانا ہے یا انجام دیا جانا ہے۔' موجودہ مقدمہ واقعی سونے کی خریداری یا فروخت سے متعلق کسی معاہدے کو نافذ کرنے کے لیے نہیں ہے جو اس نوٹیفکیشن کی ممانعت کے تحت آتا ہے۔ یہ ایک ایجنٹ کا مقدمہ ہے جو پرنسپل کے خلاف معاوضے کا دعوی کرتا ہے، اس نقصان کے لیے جو ایجنٹ کو پرنسپل کی ہدایات پر عمل کرنے میں ہوا تھا۔ اس طرح کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

معاوضے کا حق بھارتیہ کنٹریکٹ ایکٹ کی دفعہ 222 میں موجود قانونی توضیعات پر مبنی ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

"کسی ایجنٹ کا آجر اس کو دیے گئے اختیار کا استعمال کرتے ہوئے اس طرح کے ایجنٹ کے ذریعے کیے گئے تمام قانونی کاموں کے نتائج کے خلاف اسے معاوضہ دینے کا پابند ہے۔"

یہاں مدعیوں نے مدعاعلیہ کی جانب سے تیسرے فریق کو لین دین کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کی ادائیگی، مؤخر الذکر کی طرف سے انہیں دیئے گئے اختیار کے استعمال میں کی۔ ادائیگی کی یہ حرکتیں یقینی طور پر جائز حرکتیں تھیں اگر ہم یہ فرض کریں، جیسا کہ ہمیں کرنا چاہیے، کہ یہ تمام لین دین ہوئے اور ادائیگیاں مارواڑ سے باہر کی گئیں۔ یہ قانونی حق ہے جو ایجنسی کے معاہدے سے نکلتا ہے جسے مدعی مدعاعلیہ کے خلاف نافذ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور مقدمہ جودھ پور عدالت میں لایا گیا ہے کیونکہ مدعاعلیہ اس دائرہ اختیار میں رہتا ہے۔ یہ حقیقت کہ پکی عدالت کے معاملے میں ادائیگی کی جگہ عام طور پر وہ جگہ ہوتی ہے جہاں جز رہتا ہے، ہمارے موجودہ مقصد کے لیے بے معنی ہے۔ سونے کی فروخت یا خریداری کا معاہدہ فریقین کے درمیان براہ راست کیا جا سکتا ہے یا یہ ایجنٹوں کے بذریعے کیا جا سکتا ہے۔ دونوں صورتوں میں اگر ایسا معاہدہ مارواڑ میں نہیں کیا جاتا ہے، اور نہ ہی اسے مارواڑ میں مکمل یا جزوی طور پر انجام دینے پر اتفاق کیا جاتا ہے، تو یہ نوٹیفکیشن سے باہر ہو گا اور اسے غیر قانونی نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ فاضل ججوں کی استدلال میں غلط فہمی اس حقیقت میں مضمر ہے کہ پرنسپل اور ایجنٹ کے درمیان یک جدی مکمل طور پر خریداری اور فروخت کے معاہدے سے منسلک ہے، ان کے ذریعہ نوٹیفکیشن کی ممانعت کے تحت آتا ہے، صرف اس بنیاد پر کہ ایجنٹ کے ذریعہ پرنسپل کو لین دین کے منافع کی ادائیگی اس جگہ پر کی جا سکتی ہے جہاں پرنسپل رہتا ہے یا اس کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔ ہماری رائے میں معاوضے کا حق، جو کہ ایجنسی کے معاہدے کا ایک واقعہ ہے، نوٹیفکیشن سے بالکل متاثر نہیں ہوتا ہے اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو سونے کی خریداری اور فروخت کے پیشگی معاہدے کے لیے مکمل طور پر یک جدی ہے جس پر نوٹیفکیشن کا مقصد پابندی لگانا ہے۔ لہذا ہم یہ مانتے ہیں کہ عدالت عالیان مدعی کے مقدمے کو اس بنیاد پر مسترد کرنے میں درست نہیں تھیں کہ جن معاہدوں پر مقدمہ مبنی تھا وہ نوٹیفکیشن کی توضیعات کی خلاف ورزی کی وجہ سے غیر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قانونی تھے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہم نچلی عدالتوں کے فیصلوں کو ایک طرف رکھ دیتے ہیں اور کیس کو جودھ پور کی اصل عدالت میں واپس بھیج دیتے ہیں تاکہ فریقین کو اس طرح کے شہادت پیش کرنے کا موقع دینے کے بعد مقدمے میں اٹھائے گئے دیگر تمام مسائل پر مقدمہ چلایا جا سکے جو وہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ مدعی اپیل کنندگان کے پاس اس مرحلے تک اپنے اخراجات ہوں گے۔ مزید اخراجات نتیجہ کے تابع ہوں گے۔

**اس قدر حکم ہے۔**

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:47
I attest to the accuracy and
integrity of this document